اپنی بات

ہر تخلیق کار اپنی تخلیقات کے سبب پہچانا جاتا ہے۔ اس کی تخلیقات اس کی زندگی اور زندگی کے بعد بھی اس کو ان تخلیقات کے معیار کے مطابق اعلیٰ وارفع مقام عطا کرتی ہیں۔ ان تخلیق کاروں میں ایسے چند ہی ہوتے ہیں کہ جن کو ان کی زندگی میں ہی شرف قبول کے ساتھ ایسی شہرتیں بھی حاصل ہوتی ہیں جو صرف اور صرف اللہ رب العزت کی عطا کردہ ہیں۔ تین نسلوں کی باعتبار فکشن نگار تربیت کرنے والی شخصیتوں میں قاضی عبدالستار یقینی طور پر پہلی صف میں شامل ہیں۔ انھوں نے اظہار و بیان کے ایسے اسلوب اختیار کیے، جو صرف انہی کا حصّہ کہے جاسکتے ہیں۔ ان کی اس کے لیے پذیرائی بھی خوب ہوئی اور فکشن کی حقیقت و مقصدیت کی تشکیل میں قاضی عبدالستار کی فطری صلاحیتوں نے جِلا بخشی۔ ان کا علامتی طرز نگارش ہو یا کوئی حقیقی واقعہ ہر دو جگہوں پر قاضی عبدالستار کو نمایاں مقام حاصل ہوا۔ جانبداری تو الگ شے ہے، غیر جانبداری سے بھی ان کی تخلیقات کا مطالعہ کرنے والے کمیوں کی نشاندہی کے لیے کف افسوس ہی ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں فنّی سلیقہ اور شعور و ہنر کو اس طرح برتا ہے کہ وہ بڑے عرفان و آگہی کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ عبارت آرائی کے تقاضے اور مطالعے ان کے ہمیشہ پیش نظر رہے۔ واقعہ لوگوں کی زندگیوں سے متعلق ہو یا حیات و کائنات سے، معاملاتِ عشق ہوں یا دوستی کے نقوش ہر جگہ قاضی عبدالستار نے اپنی خصوصی چھاپ چھوڑی ہے۔

قاضی عبدالستار نے زمیندارانہ ماحول کو جب بھی اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا ہے، اس میں طبقاتی کشمکش ایک خاص انداز میں نظر آتی ہے، لیکن انھوں نے فکشن کے فنّی تار و پود کو کبھی مضمحل نہیں ہونے دیا۔ ان کے اپنے عہد کے مسائل ہوں یا مابعد عہد کی معاشرتی اور مادی حقیقتیں انھوں نے کبھی ان کو سبوتاژ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کی ہر تحریر اس عہد کی ایسی بازیافت ہے، جس کو پڑھ کر تاریخ کا پورا منظر نامہ نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ علی الخصوص انھوں نے عورت کی نفسیات کو اس طرح پیش کیا ہے کہ اس میں ہر محبت زدہ اور حالات کے ہاتھوں مجبور ہونے والی عورت کو اپنا عکس نظر آتا ہے۔ ان کے اکثر و بیشتر ناول اور افسانوں پر اس شمارے میں شامل مضامین ان کے طرز نگارش اور ان کے مقام و مرتبہ سے متعلق جو خصوصی گفتگو شامل ہے، اس میں یقیناً قارئین کو قاضی عبدالستار کا عکس نمایاں نظر آئے گا۔ ان کے مابہ الامتیاز استعارے ہوں یا مناظر فطرت کا تشبیہی انداز ہر جگہ قاضی عبدالستار نے اَنمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ انھوں نے فکشن کو ایسا تخلیقی پیرایۂ اظہار عطا کیا جس سے تخلیقی صنعت گری اور مصوری میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ افسانے ہوں یا ناول انھوں نے جن رموز و نکات کی جانب بھی اشارہ کیا ہے، اس میں ان کا اسلوب جداگانہ ہے۔

قاضی عبدالستار کی تخلیقی زبان کی لسانی توضیحات اور خصائص پر گفتگو ہوتی رہے گی اور ان کے خوبصورت جہاں آشنا دلچسپ فقرے ہوں یا کہیں عرض معروض کا معاملہ ہو، ان کو ہمیشہ فوقیت حاصل رہی ہے اور رہے گی۔ اردو فکشن نگاری ہو یا تاریخ انھوں نے دونوں جگہوں پر نمایاں نقوش ثبت کیے ہیں۔ ان کی تحریریں ارضِ صفحات پر اس طرح متحرک نظر آتی ہیں، جیسے ادبی جھیل پر کوئی شکارہ شام کی ملگجی روشنی میں بھی اپنی موجودگی کا احساس کراتا نظر آتا ہے۔ ایوانِ اردو میں شامل مضامین میں انھیں ان کے شایانِ شاں خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ قارئین ہمیں بتائیں کہ ہم اس میں کہاں تک کامیاب ہیں۔

اردو اکادمی، دہلی کی سرگرمیاں آج کل شباب پر ہیں ''جشنِ وراثت اردو'' کے چھ روزہ پروگرام کی کامیابی اس بات کی شاہد ہے کہ اردو اکادمی، دہلی اردو کے فروغ کے لیے لوگوں کو جوڑنے میں بڑی حد تک کامیاب ہے۔ اسی ماہ کے آخر میں ''تیسویں اردو ڈراما فیسٹول'' کا انعقاد ہونے جارہا ہے۔ یقین ہے وابستگانِ اردو اور ڈرامے کے شائقین ضرور لطف اندوز ہوں گے۔

—ادارہ